حج واتحاد اسلامی

مولانا سید عبداللطیف بخاری

مومناں را فطرت افروز است حج ہجرت آموز ووطن سوز است حج
طاعتی سرمایہ ی جمعیتی ربط اوراق کتاب ملتی (اقبال)

تفریق و ملل حکمت افرنگ کا مقصود
اسلام کا مقصود فقط ملت آدم (اقبال)

دین اسلام عالم انسانیت کے نام خدا کا آخری پیغام ہے۔ یہ انسانوں کے لئے رہنمائی ہے، ضابطہ فکر عمل ہے، طرز حیات ہے، یہ انسان کی زندگی کو بامقصد بناتا ہے، یہ انسان کی زندگی کو نظام کائنات کی حقیقت سے ہم آہنگ کرتاہے، یہ امن ، محبت اور رحمت کا دین ہے اور انسان کی دنیاوی اور اخروی فلاح کا واحد راستہ ہے۔

"ربّنا واجعلنا مسلمین لک و من ذرّیتنا امّة مسلمة لک وارنا مناسکنا وتب علینا انّک انت التوّاب الرحیم" [۱]

اسلام کا بنیادی مقصود ہے کہ زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کو ایمان کی دعوت دی جائے ، خدائے واحد یعنی اللہ کی ذات سے متعارف کراکے انسانوں کو اس کے ساتھ وابستہ کیا جائے، تمام لوگوں کو خدا کی بندگی پر متحد کیا جائے اور تمام انسانوں پر مشتمل ملت آدم بنائی جائے۔ تاکہ دنیا میں امن وآشتی کو فروغ ہو اور انسان انسانیت ، عدل وانصاف ، اعلیٰ اخلاق اور حق کے معیار پر قائم رہتے ہوئے اپنے مقصد وجود کو پورا کر سکے۔

۱۔ یا ایّھا النّاس اعبدو ربّکم الّذی خلقکم [۲]

۲۔ انّ اللّٰہ ربّی و ربّکم فاعبدوہ ھذا صراط مستقیم" [۳]

۳۔ اس مقصود کو حاصل کرنے کے لئے خدا نے دنیا کے ہر خطے اور ہر قوم میں ہادی بھیجے جنہوں نے خدا کی طرف اور دین اسلام کی طرف دعوت دی اور آخر میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے جن کی رسالت کو آفاقی بنایا گیا۔

"قل یا ایّھا النّاس انّی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً" ۴

اور آپؐ نے دعیا الی اللّٰہ کی حیثیت سے اور خدا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت سے عالم انسانیت کو خدا پر ایمان لانے ، خدا سے وابستہ ہونے، خدا کو معبود اور رب تسلیم کرنے اور خدا کی بندگی پر متحد ہونے کی دعوت دی۔

انّ رسول اللّٰہ کتب الی اھل نجران کتاباوفیہ، امابعد: فانّی الی عبادۃ اللّٰہ من عبادۃ العباد، وادعوکم الی ولایۃ اللّٰہ من ولایۃ العباد ۵

اگر چہ اسلام کا ہدف تعمیر ملت آدم ہے مگر ملت بنانے سے قبل ضروری تھا کہ جن لوگوں نے رسول اللہؐ کی دعوت قبول کرلی ان افراد پر مشتمل ایک امت بنائی جائے۔ جو اس دین کی امانتدار ہو اور دنیا میں اس دین کی قولی اور عملی شہادت دے۔

"وکذالک جعلناکم امّۃ وسطا لّتکونوا شھداء علی النّاس ویکون الرّسول علیکم شھیداً۔ ۶

اس امت پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ انسانوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر خدائے واحد کا بندہ بنائیں۔ دنیا کے سامنے کلمہ لا الہ الاّ اللّٰہ کی شہادت دے۔ انسانوں کو دنیا کے تنگ دائرے سے نکال کر آخرت کی وسعتوں میں لے آئے۔ دنیا سے ظلم وجبر کو مٹا کر دنیا کو عدل و انصاف فراہم کرے۔ دنیا سے فتنہ وفساد مٹا کر دنیا کو امن وسکون فراہم کرے۔ دنیا سے برائیوں اور بدیوں کو مٹا کر نیکیوں کے فروغ کے لئے کام کرے، دنیا میں حق وصداقت کی علم بردار بن کر رہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ، اس کام کو انجام دینے کے لئے اور ان ذمہ داریوں سے عہد برآ ہونے کے لئے ، منظّم اور متحدہ کوششوں کی ضرورت تھی۔ یہ مقصد کسی انسانی بھیڑ کو جمع کرنے سے حاصل نہیں ہوسکتا تھا اس لئے امت کو ایک جماعت بن کر رہنے کا حکم دیا گیا۔ جس میں امارت ہو۔ سمع واطاعت ہو، نظم وضبط ہو اور اتحاد واتفاق ہو۔

"کنتم خیر امّۃٍ اخرجت للنّاس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتوئمنون باللّٰہ۔ ۷

رستم کے سامنے رابعی بن عام نے ان الفاظ میں امت کے مشن کو بیان کیا:

اللّٰھم البثنا لنخرج من شاء من عبادۃ العباد الی عبادۃ اللّٰہ، ومن ضیّق دنیا الی

سعتها، ومن جوار الادیان الی عدل الاسلام ، فارسلنا بدینه علی خلقه لندعوهم الیه [8]

علیکم بالجماع وایّاکم الفرقه [9]

من خرج من الجماعت قید شبر فقد خلع دیقة الاسلام من عنقه ۔[10]

ید اللّٰه علی الجماعت ومن شذّ شذّ فی النار۔

اس امت کو متحد رکھنے کے لئے بہت سے انتظامات کیے گئے تا کہ امت اجتماعی طور پر دین اسلام کی حفاظت کرے اور اس دین کو تمام ادیان پر غالب کر سکے۔ اجتماعی وحدت میں بتدریج وسعت ہو اور ملت آدم وجود میں آ سکے۔ تفرقہ اور انتشار مٹانے کے لئے اور فکر وعمل میں یکسوئی پیدا کرنے کے لئے سب سے پہلے یہ حکم دیا گیا کہ قرآن کو قانون برتر (supreme law) کی حیثیت سے تسلیم کر کے، اس کو تھام کر اختلافات کو دور کیا جائے اور تفرقہ سے اجتناب کیا جائے۔

دوسرا انتظام یہ کیا گیا کہ مسلمانوں کے آپسی تعلقات کو اخوت ، محبت، شفقت، مساوات۔ آپسی ہمدردی ، ترحم۔ ایثار، خیر خواہی۔ اور امداد باہمی کی بنیاد پر قائم کیا گیا۔ اور ہر اس چیز کو ممنوع اور حرام ٹھہرایا گیا جس سے آپسی تعلقات خراب ہوجاتے ہیں جیسے غیبت ، حسد، بہتان تراشی، چغلخوری ، بدظنی، ظلم، جبر، حق تلفی ، ایذارسانی وغیرہ وغیرہ ۔تیسرا انتظام یہ کیا گیا کہ عبادات کو اجتماعی بنایا گیا تا کہ جماعتی شعور بیدار رہے اور اتحاد میں رخنہ نہ پڑے اور ملت کی شیرازہ بندی ہو۔

نماز کو جماعت اور امامت کے ساتھ ادا کرنے کا حکم ہوا۔ زکوٰۃ کو اجتماعی طور پر جمع اور تقسیم کرنے کا حکم ہوا۔ روزہ کو اجتماعی بنایا گیا ۔ سب سے بڑھ کر حج کو عالمی پیمانے پر اجتماعی بنایا گیا اور اتحاد کا ذریعہ بنایا گیا۔ حج جہاں خدا پرستی کا عمل ہے، خدا سے قربت کے حصول کا عمل ہے ۔ انسانیت کو زندہ رکھنے کا عمل ہے اسلامی دعوت کے فروغ کا عمل ہے ۔ امن وعالم کے قیام کا عمل ہے اور جامع العبادات ہے وہاں ملی اور انسانی وحدت پیدا کرنے کا اور قائم رکھنے کا بھی عمل ہے۔ حج ان تمام رکاوٹوں اور عوامل کا قلع قمع کرتا ہے جو امت میں انتشار کا باعث ہوسکتے ہیں اور جن عوامل نے انسانوں کو تقسیم کیا ہے اگر چہ انتشار کے بہت سے عوامل ہیں اور اتحاد میں بہت سی روکاوٹیں ہیں مگر یہاں میں صرف دو بڑے عوامل اور رکاوٹوں کا ذکر کروں گا جو اتحاد کی راہ میں حائل ہوتی ہیں۔

اتحاد کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ معبود واحد کا انکار ہے۔ خدا کی عدم معرفت ہے اور خدا سے دوری اور غفلت ہے۔ جب انسان معبود حقیقی کو پہچان نہیں پاتا، اس پر ایمان نہیں لاتا

تو غیر خدا کو معبود بنالیتا ہے۔ اور معبود حقیقی کی جگہ بہت سے خیالی معبود وجود میں آجاتے ہیں ہر فرد اور ہر گروہ کا معبود الگ ہوجاتا ہے۔ غیر حقیقی معبود ان کی تعداد بڑھتی جاتی ہے اور عقیدے کا انتشار تفرقہ پر منتج ہوتا ہے اس طرح اولاد آدم فرقوں میں تقسیم ہوجاتے ہیں۔ اگر تمام انسان ایک معبود پر ایمان لائیں اور ایک معبود کی عبادت پر متفق ہوجائیں تو اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ انسانی سماج میں وحدت پیدا ہوجائے۔

حج کا عمل انسانوں کو ایک معبود کی عبادت پر متحد کرنے کا عمل ہے۔ حج انسان کا تعلق اللہ سے جوڑتا ہے۔ اور اللہ سے وابستہ کرتا ہے۔ کعبہ یاد دلاتا ہے۔

"فلیعبدوا ربّ ھذا البیت" ۱۱

انسان جب اللہ کو معبود واحد رب کی حیثیت سے تسلیم کرتا ہے، اپنا تعلق اس کے ساتھ استوار کرتا ہے تو اس کی حالت اس بجلی کے بلب کی طرح ہوجاتی ہے جس کا ربط (conection) بجلی گھر کے ساتھ قائم کیا جائے تو روشن ہوجائے۔ خدا کے ساتھ تعلق استوار کرنے سے انسان کا دل روشن ہوجاتا ہے ، انسان کا کردار روشن ہوجاتا ہے ، انسان کا ضمیر روشن ہوجاتا ہے اور اس کے لئے زندگی کی شاہراہ روشن ہوجاتی ہے ۔ اس کا ہر قدم روشنی میں اٹھتا ہے ۔ خدا اس کو ظلمت سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے۔

یہ تعلق باللہ قائم کرنے والا اس شخص کی طرح نہیں ہوتا جو اندھیروں میں گر گیا ہو۔ اور اسے کچھ سجھائی نہ دیتا ہو۔ یہ ہدایت ، یہ رہنمائی یہ روشنی جس سے زندگی میں تیرگی ہرگز نہیں ملے گی ،۔ قرآن کہتا ہے۔

"اللّٰہ ولیّ الّذین آمنوا یخرجھم من الظّلمات الی النّور" ۱۲

اللہ کو معبود واحد بنانے کی رہنمائی ، اللہ سے وابستہ ہونے کی رہنمائی ، روحانی ترقی کی رہنمائی ، اپنے انفرادی برتاؤ اور اجتماعی تعلقات کو تشکیل دینے کی رہنمائی ، اپنے صفوں کو منظّم اور متحد کرنے کی رہنمائی ، عالمی مرکز ہدایت بیت اللہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ جو اللہ کے معارف اور تجلیات کا مرکز ہے۔

یہ گھر امن کا گھر ہے ، یہاں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں کرسکتا۔ جھگڑنا نااتفاقی پیدا کرتا ہے اور امن واتحاد کو پروان چڑھانے میں رکاوٹ بنتا ہے۔ اس لیے حکم ہوا:" ولا فسوق ولا جدال فی الحجّ۔"

یہ گھر انسان کے شعور میں خدا کی یاد تازہ کرتا ہے۔ حاجی تلبیہ پڑھتے ہوئے جب اس گھر کی طرف آتا ہے تو خدا کو بار بار یاد کرتا ہے۔ جب استلام حجر اسود کرتا ہے تو معبود کے ساتھ عہد بندگی استوار کرتا ہے۔ اور جب طواف کرتا ہے تو اپنے معبود واحد کے ساتھ محبت کا اظہار کرتا ہے۔ جذبہ فداکاری کو مستحکم کرنے کے لئے کعبہ کے گرد گھومتا ہے۔ اگر سیارے کشش ثقل کی وجہ سے سورج کے گرد گھومتے ہیں تو حاجی خدائی محبت کی وجہ سے خدا کے گھر کے گرد گھومتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے معبود کے لئے سب کچھ قربان کیا۔ عزیز واقارب چھوڑے، وطن چھوڑا، آگ میں جلنے پر آمادہ ہوئے۔ اپنے بچے کی گردن پر چھری چلائی اور اپنی فداکاری کے اظہار کے لیے انہوں نے اس گھر کا طواف کیا۔ حاجی بھی اس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے طواف کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ کی قربانیوں کی تکمیل رسولؐ اللہ کے فرزند حضرت حسینؑ کی قربانی سے ہوئی۔ رسولؐ اللہ نے بھی اس گھر کا طواف کیا۔ ہم بھی رسولؐ اللہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس گھر کا طواف کرتے ہیں۔

طواف خدا کی ذات کو اپنی زندگی کا محور بنانا ہے۔ طواف کرنے والا اس بات کا عملی اظہار کرتا ہے کہ خدا کی ذات اس کی عبادت کا، اس کی اطاعت کا، اس کی محبت اور چاہت کا، اس کی امید کا اور اس کے توکل کا مرکز ہے۔ جو قوم اپنی سرگرمیوں کا مرکز خدا کی ذات واحد کو بنائے۔ کیونکر ممکن ہے کہ وہ قوم انتشار کی شکار ہو۔ جس قوم کا قبلہ خدا کا گھر ہو اور تمام عالم کے لئے ایک ہی قبلہ ہو وہ قوم کس طرح تفرقہ کا شکار ہوسکتی ہے۔ حج عالمی سطح پر کیسا سماں پیدا کرتا ہے۔ ملک ملک سے دنیا کے کونے کونے سے لوگ لبیک پکارتے ہوئے ایک ہی لباس میں ملبوس کعبہ کی طرف آتے ہیں اور ایک ساتھ طواف کرتے ہیں، ایک ساتھ عرفات میں خدا کے سامنے عجز زاری کرتے ہیں اور خدا سے مغفرت مانگتے ہیں۔ مسلک الگ الگ ہونے کے باوجود، حج کے مناسک اکھٹے ادا کرتے ہیں۔ ایک ہی امام کا خطبہ سنتے ہیں، ایک ہی امام کے پیچھے عرفات میں بھی اور مسجد حرام میں بھی نماز ادا کرتے ہیں۔ کیا ایسے اتحاد کا سماں دنیا میں کہیں اور ہے۔ حج تمام عالم کے مسلمانوں کو اتحاد وتفاق کی تربیت دیتا ہے۔ اتحاد ملت کا درس دیتا ہے اور اتحاد کے راستے میں حائل سنگ گراں یعنی شرک کی رکاوٹ کو دور کرتا ہے۔

اتحاد واتفاق میں دوسری رکاوٹ رنگ ونسل کا امتیاز ہے۔ خدا نے سارے انسان پیدا کیے

ہیں۔ سارے انسانوں کا مادہ تخلیق بھی ایک ہے اور ماں باپ بھی ایک ہیں۔ رنگ ونسل کا فرق انسانی زندگی کی خوبصورتی بڑھانے کے لئے ہے۔

" وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا " [۱۳]

گل ہائے رنگ رنگ سے ہے زینت چمن (ذوق)

مگر شومئی قسمت سے انسانوں نے انسانیت کو اس بنیاد پر تقسیم کیا ہے۔ صرف تقسیم ہی نہیں کیا ہے بلکہ ایک نسل کا انسان دوسرے نسل کے انسان سے، ایک رنگ کا انسان دوسرے رنگ کے انسان سے اس لئے امتیازی سلوک کرتا ہے، زیادتی کرتا ہے اور نفرت کرتا ہے۔ کیونکہ وہ دوسرے نسل سے تعلق رکھتا ہے۔ سفید فام سیاہ فام سے اس لئے نفرت کرتا ہے، اس کو بنیادی حقوق سے محروم کرتا ہے۔ کیونکہ اس کا رنگ دوسرا ہے۔ رنگ ونسل کے امتیاز نے انسانی وحدت میں بہت بڑا شگاف ڈال دیا ہے اور کروڑوں لوگوں کی سماجی اور سیاسی اور معاشی زندگی کو تباہ کیا ہے۔ اس رنگ ونسل کے امتیاز نے فسطائیت کے روپ میں اپنا بدصورت چہرہ ظاہر کیا تو دوسری جنگ عظیم برپا ہوئی۔ اور کروڑوں لوگوں کی جانیں تلف ہوئیں۔ اسی رنگ ونسل کے امتیاز نے جنوبی افریقہ اور دنیا کے دوسرے مقامات پر سیاہ فاموں کو، سفید فاموں کو نفرتوں اور جابرانہ دراز دستیوں کا نشانہ بنادیا۔ یہ امتیاز اس وقت بھی انسانی وحدت کیلئے شدید خطرہ بنا ہوا ہے۔ اور انسانی حقوق کی پامالیوں کی وجہ بنا ہوا ہے۔

مزید یہ کہ اس امتیاز رنگ ونسل کے الاؤ پر وطنیت نے تیل چھڑک دیا ہے اور اولاد آدم کو تقسیم کر کے انکو ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار کردیا ہے۔ اگر سب انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں تو یہ رنگ ونسل کا امتیاز کیوں۔ اگر انسانیت کا جوہر جلد کا رنگ نہیں، نفسی صفات ہیں تو یہ امتیازی سلوک کیسا۔ اگر ساری زمین انسان کا وطن ہے تو اس کو لکیروں اور سرحدوں میں تقسیم کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اگر سورج کی کرنیں کسی امتیاز کے بغیر نور بکھیر رہی ہیں پھر انسانوں میں امتیاز کیوں۔ اگر پھولوں کی عطر بیزی امتیاز کے بغیر سب کے حس شامہ کو معطر کررہی ہیں تو انسان امتیاز کیوں کرے۔ اگر آسمان کی نیل گونی، نظاروں کی بوقلمونی، دریاؤں کی روانی اور مہتاب کی چاندنی امتیاز کے بغیر لذت نظر فراہم کرے تو انسان امتیاز کیوں کرے۔ اگر آبشاروں کی نغمگی، پرندوں کی خوش آوازی سب کی سماعت کو لذت یاب کرے تو انسان کیوں امتیاز کرے۔ اسلام نے ہم کو بتایا کہ جس طرح قدرت کی بخششوں میں امتیاز نہیں، خدا کی ربوبیت میں امتیاز نہیں تو اسی طرح انسان بھی انسانوں سے

امتیازی سلوک نہ کرے اور ایک خدا کے بندے اور ایک ماں باپ کی اولاد کی حیثیت سے اس دنیا میں رہیں اور واحد ملت بن کر آپس میں بھائی بھائی بن کر رہیں۔

رسول اللہؐ نے اس بنیاد کو اس طرح مستحکم کیا۔

یا ایّہا النّاس انّ ربّکم واحد۔ وانّ اباکم واحد، کلّکم بنوا آدم من تراب۔ [۱۴]

یعنی تمہارا رب بھی ایک ہے۔تمہارا باپ بھی ایک ہے اور تمہارا مادہ تخلیق بھی ایک ہے پھر امتیاز وتفرقہ کیوں۔ ان بنیادوں پر ہر قسم کا امتیاز ہر قسم کا تفرقہ مٹ جاتا ہے۔ رنگ ونسل کی تفریق کو مٹانے کے لئے رسول اللہ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا۔

الا لا فضل لعربی علیٰ اعجمی۔ ولاالاسود علیٰ احمر، الّا بتقوٰی۔ خیرکم عند اللّٰہ اتقاکم۔[۱۵]

رسولؐ اللہ نے جو کچھ فرمایا۔ یہ زبانی الفاظ نہ تھے بلکہ رسولؐ اللہ نے عملا ایک ایسی جماعت ترتیب دی جس میں حبش کا بلال ، روم کا سہیب ، فارس کا سلمان، بنو غفاری کا ابو ذر اور سیاہ رنگ کے سعد الاسود جیسے لوگ شامل تھے۔ ایک گلدستہ تھا جس میں رنگ رنگ کے پھول تھے۔ رنگ ،نسل، وطینت اور دوسرے امتیازات کا قلع قمع کرنے کے لئے حج کے مناسک اس طرح ترتیب دئے گئے ہیں کہ عملی طور پر وحدت ملت وانسانیت قائم ہوجاتی ہے۔ حاجی تب تک حج نہیں کرسکتا جب تک احرام نہ باندھ لے۔ رنگ کی تفریق کے بغیر،نسل کی تفریق کے بغیر، وطن کی تفریق کے بغیر ،سب ایک ہی لباس پہنتے ہیں خدا کی بندگی کا لباس، امن وآشتی کا لباس اور یہ لباس انسان کو سمجھاتا ہے کہ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد نہ رنگ ہے، نہ نسل ہے نہ وطن ہے نہ لباس بلکہ مسلمان کی قومیت کی بنیاد کلمہ لا الہ الاّ اللّٰہ ہے۔ اسی کلمہ نے دنیا کے کونے کونے سے لوگوں کو کھینچ لایا ہے،ایک ہی لباس پہننے پر مجبور کیا ہے اور سب امتیازات اس لباس سے مٹ جاتے ہیں خدا کے دربار میں امیر وغریب ، شاہ وگدا کو یہ لباس برابر کردیتا ہے۔

بندہ و صاحب و محتاج غنی ایک ہوئے
تیرے دربار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے (اقبالؒ)

اب نہ سفید رنگ کی کوئی اہمیت نہ سیاہ رنگ کی ۔ایک ہی خدائی رنگ ہر طرف جھلکتا ہے۔ اس طرح ایک ہی طرز کا لباس پہن کر ، ایک ہی زبان میں تلبیہ پڑھتے ہیں اور ایک ساتھ کعبہ

کا طواف کرتے ہیں۔ ایک ساتھ منیٰ ،عرفات اور مزدلفہ جاتے ہیں ہر طرف لباس میں ملبوس لوگوں کا سمندر مسلمانوں کو اس بات کی عملی تربیت دیتا ہے ہم وطنی ،نسلی ،خاندانی ، اور لسانی عصبیتوں کو چھوڑ کر مکتبی ومسلکی اور گروہی نفرتوں کو مٹا کر ایک ملت واحد بن جائیں ، اخوت اور محبت کا رشتہ قائم کریں تا کہ ہم دین اسلام کی امانت جو ہمارے سپرد ہے۔ اس کو سربلند کرسکیں اور اولاد آدم کو اسلام کی نعمت سے بہرہ ور کرسکیں۔ اور اگر مسلمانوں کا اتحاد مطلوب نہ ہوتا تو دنیا کے مسلمانوں کے لئے ایک ہی کعبہ قبلہ نہ ہوتا۔ پھر ہر ملک ، ہرقوم کے لئے الگ الگ کعبہ ہوتا، قبلہ ہوتا، عالم کے مسلمانوں کو یک جہت بنانے کے لئے تمام عالم کے لئے ایک ہی قبلہ مقرر ہے۔ اور حج مسلمانوں کی اجتماعی وحدت کا ذریعہ ہے مسلمان یہاں الگ الگ مسلک ہونے کے باوجود ساتھ نماز ادا کرتے ہیں ، ایک ساتھ حج کے مراسم انجام دیتے ہیں۔ اس طرح ملت میں عملی طور پر اتحاد پیدا کیا جاتا ہے تفرقہ مٹ جاتا ہے اور اس شجر طیبہ کلمہ لَا الٰہ الاّ اللّٰہ کی آب یاری ہوجاتی ہے۔ جو امیر وغریب ، سیاہ فام اور باشندۂ مغرب ومشرق کو خدا کی رحمت کا سایہ ، دنیاوی اور اخروی کامیابیوں کا سایہ، عدل وانصاف کا سایہ اور امن وسکون کا سایہ فراہم کرتا ہے۔

کوئی پوچھ سکتا ہے کہ اگر حج ذریعہ اتحاد ہے تو اس کے عملی نتائج کیوں سامنے نہیں آتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم حج رسمی طور پر انجام دیتے ہیں۔ حقیقت سمجھے بغیر اور روح کے بغیر عبادت کی جائے تو اس سے عملی نتائج کی توقع کوئی کیا کرے۔ ملت سے میری استدعا ہے کہ مسلکی ومکتبی اور دوسرے اختلافات کو نظر انداز کرکے دین کے مشترکات اور بنیادی باتوں پر جمع ہوکر ملت واحدہ بن جائیں۔ حج سے درس اتحاد حاصل کریں اور اس نفرت کی دنیا کو محبت اور اخوت کا پیغام دیں۔

ایک ہو جائیں تو بن سکتے ہیں خورشید مبین
ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا کام بنے
اقبالؒ

حوالے:

۱۔سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۸

۲۔سورۂ بقرہ ، آیت ۲۱

۳۔سورۂ آل عمران ،آیت ۵۱

۴۔سورۂ اعراف ،آیت ۱۵۸
۵۔تفسیر ابن کثیر جلد ا
۶۔سورۂ بقرہ ،آیت ۱۴۳
۷۔سورۂ آل عمران،آیت ۱۱۰
۸۔بدایع والنہایہ،جلد ۷
۹۔ترمذی
۱۰۔ترمذی
۱۱۔سورۂ قریش،آیت ۳
۱۲۔سورۂ بقرہ ،آیت ۲۵۷
۱۳۔سورۂ حجرات،آیت ۱۳
۱۴۔ ابن ابی حاتم بحوالہ فتح الباری
۱۵۔ابن ابی حاتم بحوالہ فتح الباری